اِنا لِلّٰہ و اِنّا اِلَیہ راجِعُون○

زوار حسین زیدی ۱۹۲۸ء-۲۰۰۹ء

فرح گُل بقائی*

زوار حسین زیدی قائد اعظم پیپرز پروجیکٹ کے مدیر اعلیٰ تھے۔ وہ کئی ہزار طالبعلموں کے اُستاد بھی تھے اُن کے طالبعلموں میں پاکستان کے دو صدر جناب فاروق لغاری اور جناب پرویز مشرف بھی شامل ہیں۔آپ ۱۹۲۸ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے علیگڑھ مسلم یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی اور ایم اے اور ایل ایل بی کی سند حاصل کی۔ آپ نے علیگڑھ میں تعلیم کے دوران کئی دفعہ قائد اعظم محمد علی جناح کی تقاریر سنی اور اُن کی شخصیت سے متاثر ہوئے۔

زیدی صاحب نے چودہ سال ایف سی کالج لاہور میں لیکچرار کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیے۔ بعد میں آپ اسکول آف اورئینٹل سٹڈیز یونیورسٹی آف لندن سے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کرنے کے لیے انگلینڈ چلے گئے۔ آپ کے مقالہ کا عنوان ''تقسیم بنگال'' تھا۔ اُنیس سو ساٹھ کے وسط میں آپ نے اسکول آف اورئینٹل سٹڈیز میں لیکچرار کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیے۔آپ بیس کتابوں کے مصنف تھے جن میں تیرہ انگریزی ،چھ اُردو اور ایک فارسی زبان میں ہے۔

زوار حسین زیدی کو قائد اعظم اور پاکستان سے خاص اُنسیت تھی اورآپ نے اُنیس سو ساٹھ کے دوران اپنی رضا و رغبت سے خود کو مسلم لیگ اور پاکستان کی تاریخی دستاویزات کو محفوظ کرنے کے لیے وقف کر لیا۔

یہ کام نہایت کٹھن اور تکلیف دہ تھا۔ کیوں کہ نوزائیدہ ملک کے پاس نہ کوئی بنیادی ڈھانچہ تھا نہ ہی ہنر مند لوگ، اِس پر طُرفہ تماشا یہ کہ کوئی باقاعدہ عمارت بھی نہیں تھی جو اس کام کے لیے مختص

---

* سینئر ریسرچ فیلو،ادارہ تحقیق برائے تاریخ و ثقافت،مرکزِ امتیاز،قائد اعظم یونیورسٹی،اسلام آباد۔

کی جا سکے۔ جہاں پاکستان کے حوالے سے تاریخ کی دستاویزات، اہم فائلوں اور کتابچوں کو اکٹھا کر کے آنے والے محققین کو بنیادی ماخذ فراہم کیا جائے جس کی بنیاد پر وہ پاکستان کی تاریخ کو ترتیب دے سکیں۔

زوار زیدی نے مختلف رابطے استعمال کرتے ہوئے اُس وقت کے صدر فیلڈ مارشل ایوب خان تک رسائی حاصل کی اور اُن کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ ان رابطوں کی وساطت سے زیدی صاحب کی مسلم لیگ کے ریکارڈ تک رسائی ممکن ہوئی۔ ریکارڈ کی نشاندہی کے بعد اہم کام یہ تھا کہ اس ریکارڈ کو کہاں رکھا جائے۔ زوّار حسین زیدی نے اپنے تئیں اپنے دو دوستوں پروفیسر ریاض الاسلام اور پروفیسر ایم ایچ صدیقی کے ہمراہ جامعہ کراچی کے وائس چانسلر اور مشہور تاریخ داں ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی سے رابطہ کیا۔ بروز ہفتہ ۱۲/۱اکتوبر ۱۹۶۶ء کو انہوں نے صدر مملکت سے مل کر فرمان حاصل کر لیا کہ یہ ریکارڈ جامعہ کراچی لائبریری کی تحویل میں دے دیا جائے۔ اس کام میں مزید تاخیر قوم کے لیے نقصان کا باعث بنتی۔ جامعہ کراچی کے لائبریرین ڈاکٹر مجید کی مدد سے ریکارڈ تہہ خانوں سے نکال کر چار ٹرکوں کے ذریعے جامعہ کراچی پہنچایا گیا۔

پھر نجی دستاویزات کی تلاش شروع ہوئی اور سر علی امام، سر محمد یامین خان، مولانا ظفر احمد انصاری، محمد شریف طوسی، ڈاکٹر افضال حسین قادری اور مجتبیٰ خان علاوہ ازیں دوسرے مجموعوں کے مالکان مثلاً سردار عبدالرب نشتر، مرزا ابو الحسن اصفہانی اور ہارون خاندان سے بھی رابطہ کیا گیا۔ سردار عبدالرب نشتر اور ہارون خاندان کے ذخیرے ''تحریک آزادی آرکائیو'' جامعہ کراچی لائبریری کی زینت بن چکے ہیں۔ تاریخی اہمیت کا ایک غیر معمولی خزانہ شمس الحسن کی ملکیت تھا۔ سید شمس الحسن ۱۹۱۲ء میں مسلم لیگ کے دفتر میں ملازم تھے اور اسسٹنٹ سیکرٹری کے عہدے تک پہنچے۔ قائد اعظم کا یہ ترکہ جو قائد اعظم کی ذاتی دستاویزات اور کتابوں سے بھرے آٹھ بڑے صندوقوں کی حفاظت جو قائد اعظم نے خود اُن کے سپرد کیے تھے کراچی پہنچائے۔ سید شمس الحسن نے اپنے گھر کا ایک کمرہ قائد کی اس امانت کے لیے مختص کیا تھا اور زوار حسین زیدی کو اس امانت کا دیدار بھی کروایا اور اس امر کی اجازت دی کہ زوار حسین زیدی اور اُن کے بیٹے خالد حسن کے ساتھ ان دستاویزات کو ترتیب دیا جائے یہ کام ۱۹۶۶ء تا ۱۹۶۹ء کے درمیانی عرصے میں انجام پایا۔ مگر خالد حسن اس کو کسی کے سپرد کرنے کے لیے تیار نہ ہوئے۔ فاطمہ جناح کا انتقال ۱۹۶۷ء میں ہوا اور انتقال کے بعد قائد اعظم کی دستاویزات

شیرین بائی کی تحویل میں آئیں جو قائد اعظم کی بہن تھیں۔ زوار حسین زیدی نے مستقل مزاجی سے یہ بات حکومت اور شیرین بائی کے گوش گزار کی کہ ان دستاویزات کو مناسب طور پر محفوظ کرنا انتہائی ضروری ہے۔ یہ ریکارڈ کسی ایک سیاسی جماعت یا فرد کا نہ سمجھا جائے۔ یہ قوم کی امانت ہے۔ اس لیے یہ محفوظ ہونا ضروری ہے ۔اس طرح اُنہوں نے یہ دستاویزات حاصل کیں اور جامعہ کراچی منتقل کیا۔

زوار حسین زیدی نے اپنی شریک حیات بیگم پروین کو آمادہ کیا کہ وہ دستاویزات کی بحالی کا ہنر سیکھیں اور انہوں نے انگلستان میں اس کام کی تربیت حاصل کی۔پھر بعد میں پاکستان سے اور افراد بحالی دستاویزات کے کام کی تربیت حاصل کرنے انگلینڈ گئے۔ برٹش کونسل نے سازوسامان کے لیے فنڈز کا انتظام کیا۔ الطاف حسین بھی اس کام میں شامل ہو گئے (جو ایوب خان کے دور میں وزیر اطلاعات تھے)اور انہوں نے زوار حسین زیدی کو ہدایت دی کہ وہ منسٹری اطلاعات میں ریسرچ اور ریفرنس کا شعبہ قائم کریں جو تحقیق کرنے والوں کے لیے معاون ثابت ہو۔زوار حسین زیدی نے اس مؤقف کی بھر پور تائید کی اور ٹریننگ کے لیے ایک کھیپ انگلستان روانہ کی گئی تا کہ اس شعبہ کی باریکیوں سے آگاہی حاصل ہو۔

زوار حسین اور اُنکے ساتھیوں کی کوشش سے قائد اعظم کی دستاویزات کو مرتب کرنے کے لیے عملے کی تقرری کی اجازت حکومت پاکستان سے حاصل کر لی گئی۔ بالآخر ۱۹۶۷ء جامعہ کراچی میں دستاویزات کی درستگی اور بحالی کا کام شروع کیا گیا۔

قائد اعظم کی کثیر التعداد اور ضخیم دستاویزات کا بڑا حصہ نیشنل آرکائیوز میں ''دستاویزات قائد'' کے عنوان سے محفوظ ہے۔ (دوسرے دو مجموعے شمس الحسن اور رضوان کلکشن کے نام سے موسوم ہیں) یہ دستاویزات قائد اعظم کی ذاتی اور عملی زندگی کا کافی حد تک احاطہ کرتے ہیں اور ان کے مطالعے سے نہ صرف قائد اعظم کی متنوع شخصیت اور گوناگوں سرگرمیوں کا پتہ چلتا ہے بلکہ بھرپور اور مصروف زندگی ذاتی، مالی، قانونی اور دوسرے پہلوؤں پر بھی روشنی پڑتی ہے۔۱۹۹۰ء میں نیشنل آرکائیوز آف پاکستان نے قائد اعظم کی دستاویزات کو شائع کرنے کا فیصلہ کیا اور زوار حسین زیدی کو مدیر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ یہ کام بڑی جانفشانی کے ساتھ زوار حسین زیدی نے سرانجام دیا۔ قائد اعظم کی دستاویزات ان کی ہمہ جہت شخصیت سے آگاہی کے حصول کا بنیادی ماخذ ہیں۔ یہ دستاویزات انگریزی زبان میں پندرہ جلدوں پر مشتمل ہیں اور اُردو میں جناح پیپرز کے عنوان سے سات جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

جناح اور اصفہانی خط و کتابت کے نام سے انگریزی میں بھی کتاب لکھی گئی ہے۔ اِن دستاویزات کے آئینہ میں ہمیں قائد کی وہ شبیہہ نظر آتی ہے جو اِس فرسودہ تصور سے بالکل مختلف ہے جو عام لوگوں میں رائج ہے۔

زوار حسین کی کوششوں کو اُن کی زندگی میں ہی بہت پسند کیا گیا جس سے انہیں کچھ اطمینان بھی حاصل ہوا خاص کر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اور پروفیسر فلپس نے اِن الفاظ میں سراہا۔ ''ڈاکٹر زیدی نے واقعی ایک تاریخ ساز کام کیا ہے۔ یہ انہی کی مسلسل اور انتھک کوشش کا نتیجہ ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ اور پاکستان مسلم لیگ ریکارڈ مع چھ افراد کے نجی ذخیروں(Private Collections) کے جامعہ کراچی کو مل چکا ہے۔ ڈاکٹر زوار حسین نے اِس مختصر عرصے میں جو کام سر انجام دیا وہ حیران کن ہے۔'' (جناح پیپرز، جلد اول)تمہید پاکستان قائد اعظم پیپرز پروجیکٹ، کیبنٹ ڈویژن، حکومت پاکستان، اسلام آباد ۲۰۰۰ء۔(ص۔۶۱)

آپ کی خدمات کے صلہ میں حکومت نے آپ کو ستارہ امتیاز سے نوازا۔ زوار حسین زیدی نے ۱۹۹۲ء میں انگلینڈ میں اسکول آف اورینٹل افریقن سٹڈیز سے ریٹائرمنٹ لے لی تھی۔ اُس وقت اس ادارہ نے ان کو سینئر ریسرچ فیلو کے عہدے سے نوازہ اور تا حیات اِس ادارے کی ممبر شپ دی اور ادارہ میں اُن کے لیے ایک دفتر بھی مختص کیے رکھا۔

آپ کا انتقال ۲۹ مارچ ۲۰۰۹ء کو لاہور میں ہوا۔